# تحقیق اذان

ازافادات

حضرت فخر المحققین سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

# امامیہ مشن کی چھیالیسویں ۴۶ دینی خدمت

اذاں کا مسئلہ مسلمانوں میں بہت زیادہ اختلافی ہو گیا ہے۔

حضرات اہلسنت اذاں میں بہت سے ایسے فقرات کے پابند ہیں، جسے شیعی نقطۂ نظر سے قابل اعتراض سمجھا جاتا ہے اور اسی طرح شیعی اذان کے بعض اجزاء پر دوسرے فریق کی جانب سے ایراد ہوتا ہے۔ اکثر اس اختلاف باہمی نے ناگوار صورتیں بھی اختیار کی ہیں اور گذشتہ قریبی زمانہ میں حیدر آباد دکن کی اسلامی سلطنت میں اس مسئلہ کو کافی اہمیت حاصل ہوئی چنانچہ اس سلسلہ میں کچھ استفسارات جناب سید العلماء کے پاس بھیجے گئے جن کے ممدوح نے فیصلہ کن جوابات تحریر فرمائے۔

چونکہ یہ تحقیقی کارنامہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے سب سے پہلا نمونہ ہے جو اس موضوع پر پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ سرکار ممدوح سے اس کو حاصل کر کے دنیائے علم و مذہب میں شائع کر دیا جائے

والسلام

خادم مذہب

سید محمد رضا نقوی سکریٹری امامیہ مشن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

# استفتاء علماء و مجتہدین شیعہ سے

۱- برادران اہل سنت والجماعت اذاں میں (الصلوٰۃ خیر من النوم) کہتے ہیں کیا یہ کلمہ ماثورہ اور رکن اذاں ہے یا شعار اہل سنت ہے۔ جواب بحوالہ کتب فریقین مطلوب ہے۔

۲- نماز فرادیٰ ہو کہ جماعت (اشہد انّ علیاً ولی اللہ) اذاں میں کہنا مستحب اور شعار اہل تشیع اور جزو ایمان ہے یا نہیں۔

۳- دنیا کے ہر گوشہ میں اور علی الخصوص عتبات عالیات میں نماز جماعت ہو یا فرادیٰ بلا تخصیص عوام ہوں کہ علماء و مجتہدین ہر اذاں میں بلا ترک (اشہد انّ علیاً ولیّ اللہ) اور (حیّ علی خیر العمل) سفر و حضر ہر صورت میں کہتے ہیں یا نہیں

۴- اذاں میں (حیّ علی خیر العمل) عمداً ترک کرنے سے اذاں باطل ہے یا نہیں

۵- اذاں میں آخر پر عمداً ایک مرتبہ (لا الٰہ الا اللہ) کہنے سے اذاں باطل ہے یا نہیں۔

۶- اذاں ماثورہ کیا ہے۔

۷- کیا اس میں کسی قسم کا ردّ و بدل یا کمی و بیشی جائز ہے مثلاً یہ کہ اسم اللہ جل جلالہ کے ساتھ کوئی مزید صفاتی جملہ از قبیل (العلی العظیم) یا (الرحمٰن الرحیم) جو کہ

قرآن میں مذکور ہیں شریک کریں یا اسم محمدؐ کے ساتھ صلوٰۃ والسلام جس کی قرآن میں تاکید ہے اضافہ کریں - جواب بحوالہ کتب مرحمت ہو -

۸ - کیا کوئی اسلامی فرقہ اپنی خصوصیت کی بناء پر اللہ جل جلالہٗ اور محمدؐ کے ہم کے سوا اہلبیت اطہار یا صحابہ کرام یا اولیاء عظام میں سے کسی کا نام بطور اظہار عقیدت شریک کر سکتا ہے - مثلاً اشہد ان ابابکر خلیفۃ رسول اللہ (یا) اشہد ان عباس عصبتہ و وارث رسول اللہ (یا) اشہد ان علیا ولی اللہ (یا) وصی رسول اللہ -

۹ - (الصلوٰۃ خیر من النوم) ماثورہ ہے یا نہیں اور اسی طرح (حی علی خیر العمل) ماثورہ ہے یا نہیں -

۱۰ - ایک ایسی مسجد میں جہاں سب سلمان بلا امتیاز فرقہ مدت مدید سے نماز پڑھتے ہوں وہاں کوئی فرقہ وار اذاں کی ابتدا ایجاد مناسب ہوگی یا وہاں وہی اذاں ماثورہ جاری رہے گی جس میں کسی فرقہ کی خصوصیت نہیں -

۱۱ - کیا کوئی مسجد جس کی تعمیر کی اجازت کسی خاص فرقہ کا فرد حاصل کرے لیکن طلب اجازت میں مسجد کو اپنے فرقہ کے لئے مخصوص نہ کرے اور عام مسلمان اُس میں حسب معمول سالہا سال نماز پڑھتے رہیں کیا ایک مدت کے بعد وہ مسجد کسی ایک فرقہ کے لئے اذاں یا نماز کے لحاظ سے مخصوص ہو سکتی ہے -

۱۲ - کیا اہل تشیع کے نزدیک اذاں کا بالجہر ہونا واجب ہے یا اذاں خفی بھی جائز ہے

۱۳- کیا اہل تشیع کے نزدیک اذان کے واسطے مسجد کی تخصیص ہے یا مکان پر اذان
دیکر بھی مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۱۴- کیا اہل تشیع کے یہاں (اشہد ان علیاً ولی اللہ) اذان کا جزو لازم ہے اور
کیا اس کے ترک سے اذان باطل ہو جاتی ہے۔

۱۵- کیا اہل تشیع کے ہاں (حی علی خیر العمل) اذان کا جزو لازم ہے اور کیا
اس کے ترک سے اذان باطل ہو جاتی ہے۔

۱۶- کیا اہل تشیع کے ہاں اذان کے آخر میں لا الہ الا اللہ دو مرتبہ کہنا لازم ہے
یا ایک مرتبہ کہنا بھی ماثور ہے۔ جواب بحوالہ کتب مرحمت ہو۔

(**الجواب**) پیش نظر سوالات کو چونکہ فریقین کے نقطۂ نظر سے حل کرنا
منظور ہے اس لئے اس بحث کے دو حصے کئے جاتے ہیں۔

پہلا حصہ سنی نقطۂ نظر سے ۔ دوسرا حصہ شیعی نقطۂ نظر سے

## (۱)

maablib.org

پہلے نقطۂ نظر سے جب ہم دیکھتے ہیں تو اوّل یہ سوال ہمارے ذہن میں پیدا
ہوتا ہے کہ کیا اذان مثل نماز کے ایک ایسی عبادت ہے جو خداوند عالم کی طرف سے
بطور وجوب یا استحباب نازل کی گئی اور اُس کی ماہیت و حقیقت بالکل حکم حضرت
احدیّت سے عمل میں آئی ہے یا ایسا نہیں ہے بلکہ اُس کی نوعیت کچھ اس سے
مختلف ہے؟

ہمارے برادران اہل سنت کے منقولات کی بنا پر حضرت رسولؐ کے تمام اقوال و افعال صرف بربنائے وحی الٰہی ہی نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ اکثر آنحضرت صلعم کے ذاتی اجتہاد کا نتیجہ ہوتے تھے جس میں آپ کو بمفاد (وشاورھم فی الامر) صحابہ کرام کے ساتھ مشورہ کا بھی حکم تھا اور کبھی اُن حضرات کا مشورہ آپ کی ذاتی رائے کے خلاف ہوتا تھا۔ اور کبھی آپ کے افعال پر جو صحابہ کرام کی رائے کے خلاف ہوئے ہیں صحابہ نے ٹوکا ہے اور حضور اکرمؐ نے بربنائے انصاف یا بحکم خدا اُن کی اصابت رائے کا اقرار کیا ہے۔ اس سلسلہ میں موافقات حضرت عمر مشہور ہیں۔ جیسے منافق کی نماز جنازہ کے موقع پر بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ نماز کے لئے آگے بڑھے اور حضرت عمرؓ نے آپ کا دامن پکڑ کر کھینچا کہ منافق کی نماز نہ پڑھائیے۔ حضرتؐ نے اعتنا نہ کی۔ نتیجہ میں آیت قرآنی حضرت عمر کی رائے کے موافق نازل ہوئی۔ اسی طرح اسیران بدر کے متعلق حضرتؐ کی رائے صحابہ کی رائے کے خلاف تھی مگر وحی سماوی نے صحابہ کی رائے کی تائید کی۔ اس کے شواہد کتب احادیث و سیر میں کثرت سے ہیں۔

اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ رسالتمآبؐ کے بعض اقوال و افعال بربنائے وحی الٰہی ہوتے تھے اور خداوند عالم کی جانب سے خاص طور پر اُن میں پابندی عائد ہوتی تھی اس میں نماز کے رکعات۔ اُس کی صورت۔ کیفیت۔ وضو اور غسل وغیرہ کی ترکیب داخل ہے یہ وہ عبادات سمجھے جا سکتے ہیں جو بالکل توقیفی اور جن کے اجزاء و شرائط وغیرہ کی تعیین بالکل وحی الٰہی کی تابع ہے۔ اور بعض باتیں ایسی ہوتی تھیں کہ اُنمیں

maablib.org

خداوند عالم کی طرف سے کوئی حکم خاص بطور وحی نازل نہیں ہوتا تھا اور کوئی ترکیب مقرر نہیں ہوتی تھی۔ حضرت صحابۂ کرام کے مشورہ سے مصلحت وقت اور مناسبت و خصوصیت کا لحاظ کرتے ہوئے کوئی خاص صورت تجویز فرماتے تھے۔ اس شکل میں جبکہ خداوند عالم کی طرف سے کوئی خاص ممانعت اُس صورت عمل سے نازل نہ ہوئی ہو تو اتنا تو ثابت ہوگا کہ وہ صورت ناجائز نہ تھی ورنہ خدا تعالیٰ اپنے رسولؐ اور تمام مسلمانوں کو ایک ناجائز کام کے ارتکاب پر قرار نہ رہنے دیتا لیکن اُس صورت عمل کو اس طرح کا توقیفی اور خاص الخاص خدا کا مقرر کردہ بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ جیسا پہلی قسم کی عبادتوں میں ہے بلکہ اس میں اگر اُسی قسم کی مصلحت جو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس کے مقرر کرنے کی داعی ہوئی تھی کسی وقت کسی زیادتی کی داعی ہو تو "مصالح مرسلہ" کے تحت میں اُس زیادتی کا ہونا جائز ہوگا۔

"مصالح مرسلہ" کے تحت میں جو بات ہو وہ بدعت نہیں ہوا کرتی۔ ملاحظہ ہو علامہ شیخ علی محفوظ مدرس جامعہ ازہر کی کتاب "الابداع فی مضار الابتداع" مطبوعہ مصر جو جامع ازہر کے شعبۂ وعظ و خطابت کے نصاب تعلیم میں داخل ہے۔ صفحہ ۲۵

| | |
|---|---|
| من الناس من تشتبہ علیہ البدع | بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو بدعت اور مصالح |
| بالمصالح المرسلۃ ومنشأ الغلط | مرسلہ میں دھوکا ہو جاتا ہے اور غلطی کا سبب یہ ہے |
| ان المصالح المرسلۃ یرجع معناھا | کہ "مصالح مرسلہ" کے معنی کی بنیاد ہے ایک منا |
| الی اعتبار المناسب الذی لا یشھد لہ | پہلو کے لحاظ پر جس کے لئے کوئی خاص قاعدہ شہادت |

اصل معین فلیس له شاهد شرعی — دینے کیلئے موجود نہ ہو۔ لہذا وہ ایسی چیز ہوتی ہے جس کے
علی الخصوص فلما کان ههنا موضع اشتباه — لئے کوئی شرعی سند بالخصوص موجود نہیں ہے۔ یہ دھوکا
لان البدع والمصالح المرسلة یجریان — ہونے کا موقع ہے اس لئے کہ بدعت اور مصالح مرسلہ
من واد واحد وهو ان کلا منهما لم یقم — دونوں اس حیثیت سے یکساں ہیں کہ اُنپر بالخصوص
علی الخصوصه دلیل شرعی وجب الفرق — کوئی دلیل شرعی قائم نہیں ہوتی لہذا ضرورت ہے کہ
بینهما وقد عرفت مما تقدم ماهی — بدعت اور مصالح مرسلہ میں فرق بیان کیا جائے
البدعة ولم یبق الا ان تعرف ماهی — بدعت کے معنی سابق میں بیان کئے جا چکے ہیں۔
المصالح المرسلة فنقول قسم الاصولیون — یہاں بس مصالح مرسلہ کے معنی بیان کردینے کی ضرورت ہے
المناسب الذی هو مناط الحکم الی ما — علمائے اصول فقہ نے اُس مناسب پہلو کی جو کسی
علم اعتبار الشرع له کمشروعیة القصاص — حکم کا مبنیٰ قرار دیا جائے۔ تین قسمیں قرار دی ہیں۔
حفظا للنفوس والاطراف وغیرها وما علم — ایک وہ مناسب پہلو جس کا اعتبار شرع میں ثابت
الغاؤه له کالقادر علی اعتاق الرقبة — ہوگیا ہے جیسے قصاص کا مشروع ہونا نفوس اور
فی کفارة الوقاع فی نهار رمضان — اعضائے جسمانی کی حفاظت کے لئے۔ دوسرے
لا یعدل الی صیام شهرین متتابعین — وہ کہ جس کا عدم اعتبار شرع میں ثابت ہوگیا ہو
مع ان الاعتاق لا ینزجر وینزجر بالصوم — جیسے وہ شخص جو ماہ رمضان میں دن کو عورت سے
وما لا یعلم اعتباره ولا الغاؤه وهو — مباشرت کرے وہ اگر ایک بندہ آزاد کرنے پر قادر ہو
الذی لا یشهد له اصل معین بالاعتبار — تو اُسے پے درپے دو ماہ روزے رکھنے کی شق کو

| | |
|---|---|
| دانما یعلم من مقاصد الشرع العامة فیعد من وسائلها وھذا القسم ھو الذی یسمونه بالمصالح المرسلة | اختیار نہیں کرنا چاہئے اگرچہ بندہ آزاد کریں اُس کی اُتنی تنبیہ نہوتی ہو جتنی روزے رکھنے کی صورت میں اُس کو تنبیہ حاصل ہوتی ہو تیسرے وہ کہ نہ تو بالخصوص اُس کا اعتبار ثابت ہوا ہو اور نہ عدم اعتبار۔ یہ وہ ہے کہ جسکے اعتبار پر کوئی خاص قاعدہ و قانون شہادت تو نہیں دیتا ہو مگر شریعت کے عام احکام سے جو مقصد کی منشار معلوم ہوتا ہے اُس منشار اور مقصد کی تکمیل اس ذریعہ سے ہوتی ہے اور یہ امر اُس منشار کے پورا ہونے کے ذرائع اور وسائل میں سے ہو۔ یہ قسم وہ ہے جس کو "مصالح مرسلہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ |

اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے زمانہ میں ایک اذان کا اضافہ کردیا جیسا کہ صحیح بخاری "باب الاذان یوم الجمعۃ میں" ہے۔

| | |
|---|---|
| عن السائب بن یزید قال کان الندا یوم الجمعۃ اولہ اذا جلس الامام علی المنبر علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلما کان | سائب بن یزید کی روایت ہے کہ اذان روز جمعہ اُسوقت ہوا کرتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ یہ صورت حضرت رسول ؐ اور ابوبکر و عمر کے زمانہ میں قائم رہی۔ جب عثمان کا زمانہ آیا اور |

عثمان وكثر الناس زاد النداء الثالث على الزوراء قال ابو عبد الله الزوراء موضع بالسوق بالمدينة ۔

لوگوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو انھوں نے ایک اذاں کا مقام زوراء پر اضافہ کر دیا۔ زوراء مدینہ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔

دوسری روایت "باب المؤذن الواحد یوم الجمعہ" میں ہے۔

عن السائب بن يزيد ان الذي زاد التاذين الثالث يوم الجمعة عثمان بن عفان حين كثر اهل المدينة ولم يكن للنبي صلى الله عليه وسلم مؤذن غير واحد وكان التاذين يوم الجمعة حين يجلس الامام يعني على المنبر ۔

سائب بن یزید کا بیان ہے کہ وہ شخص جس نے جمعہ کے دن ایک اذاں کا اضافہ کر دیا۔ وہ حضرت عثمان ہیں۔ اُسوقت جب مدینہ کی مردم شماری زیادہ ہوئی اور حضرت رسولؐ کے زمانہ میں بس ایک شخص اذاں دیا کرتا تھا اور جمعہ کے دن اذاں اُسوقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔

تیسری روایت "باب الجلوس علی المنبر عند التاذین" میں ہے۔

عن ابن شهاب ان السائب بن يزيد اخبره ان التاذين الثاني يوم الجمعة امر به عثمان بن عفان حين كثر اهل المسجد وكان التاذين يوم الجمعة حين يجلس الامام ۔

ابن شہاب (زہری) نے سائب بن یزید سے نقل کیا ہے کہ روز جمعہ یہ دوسری اذاں عثمان بن عفان نے جاری کی ہے جب مسجد میں آنے والوں کی تعداد زیادہ ہو گئی اور اس کے قبل بس اذان روز جمعہ اُسوقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھے۔

چوتھی روایت "باب التاذین عند الخطبۃ" میں ہے۔

| | |
|---|---|
| عن الزھری قال سمعت السائب | اذان روز جمعہ شروع میں بس اُس وقت |
| بن یزید یقول ان الاذان یوم | ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ یہ صورت |
| الجمعۃ کان اولہ حین یجلس الامام | برابر حضرت رسول ص اور ابوبکر و عمر کے زمانہ |
| یوم الجمعۃ علی المنبر فی عھد | میں قائم تھی لیکن جب عثمان کی خلافت |
| رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | کا زمانہ آیا اور لوگوں کی مردم شماری زیادہ |
| وابی بکر و عمر فلما کان فی خلافۃ | ہوئی تو آپ نے جمعہ کے دن ایک اور اذان |
| عثمان وکثروا امر عثمان یوم الجمعۃ | حکم دیا جو زوراء میں دی جانے لگی اور اسکے |
| بالاذان الثالث فاذن بہ علی | بعد یہ برابر جاری ہو گئی۔ |
| الزوراء فثبت الامر علی ذالک | |

اس قسم کی روایت حافظ ابوداؤد اور نسائی نے بھی درج کی ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت رسول اکرم ص کے زمانہ میں نماز جمعہ کے لئے صرف ایک اذان ہوتی تھی لیکن حضرت عثمان نے دو اذانیں مقرر کر دیں۔ ایک اذان بازار میں اور ایک اذان پھر مسجد کے دروازہ پر۔ اُس پہلی اذان کا جو بازار میں دی جانے لگی نہ وجود حضرت رسول کے زمانہ میں تھا اور نہ حضرات شیخین کے عہد میں یہ بالکل حضرت عثمان کی ایجاد تھی۔

ظاہر ہے کہ اگر اذان مثل نماز کے توقیفی حیثیت رکھتی ہوتی تو یہ صورت

ممکن نہیں تھی کیونکہ نماز مثلاً پانچ وقت کے علاوہ چھ وقت کبھی نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی شخص اس کو گوارا کر سکتا ہے اس لئے کہ وہ بالکل توقیفی حیثیت رکھتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اذاں کی نوعیت کچھ نماز سے مختلف ضرور ہے۔ اذاں کے متعلق یہ پتہ چل گیا ہے کہ وہ اظہار و اعلان کی غرض سے قرار دی گئی ہے لہذا اگر کسی وقت اظہار و اعلام کے لئے دو یا اس سے زیادہ اذانوں کی ضرورت محسوس ہو تو اُسے بھی جائز سمجھا جائے گا۔

اذاں کے شروع شروع مشروع ہونے کے جو روایات پائے جاتے ہیں اُن سے بھی اس حقیقت کا بہت کچھ پتہ چلتا ہے یعنی اذان مثل نماز کے ایک ایسی چیز نہیں ہے جو بطور وحی رسالتمآبؐ پر نازل ہوئی ہو اور اُس طرح کی توقیفی عبادت ہو جیسے نماز بلکہ اُس کی تشریع اور اُس کی صورت زیادہ تر مسلمانوں کے مشورہ اور اُن کی صوابدید سے ہوئی ہے جس کو رسالتمآبؐ نے بھی پسند کیا ہے۔

کنز العمال میں متعدد روایتیں ہیں جن میں یہ ہے کہ اذاں کی صورت ایک انصاری صحابی کے خواب کی بنا پر قرار پائی ہے جن کا نام عبد اللہ بن زید انصاری تھا۔

**پہلی روایت** | جامع عبد الرزاق سے

| | |
|---|---|
| بینا انا نائم اذ رأیت رجلا معه خشبتان فقلت له فی المنام ان النبی صلی اللہ علیه وسلم یرید | عبد اللہ بن زید کا بیان ہے کہ میں سو رہا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کے ہاتھ میں دو لکڑیاں ہیں۔ میں نے خواب میں اُس سے کہا کہ حضرت رسولؐ |

maablib.org

| | |
|---|---|
| ان يشترى هذين العودين يجعلهما ناقوسا يضرب به للصلوٰة فالتفت الى صاحب العودين براسه فقال انا ادلكم على ما هو خير من هذا۔ | یہ دونوں لکڑیاں خریدنا چاہتے ہیں۔ ناقوس بنوائیں گے جو اوقات نماز میں بجایا جائے۔ وہ میری طرف متوجہ ہوا اور اُس نے کہا کہ میں تم لوگوں کو اس سے بہتر ترکیب بتاتا ہوں (اس کے بعد اذان کی تعلیم دی) |

**دوسری روایت** | ابوالشیخ کی کتاب الاذان سے۔

| | |
|---|---|
| كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد همّ بالبوق وامر بناقوس فنحت فارى عبد الله بن زيد فى المنام قال رأيت رجلا عليه ثوبان اخضران يحمل فى يده ناقوسا فقلت يا عبد الله؟ تبيع هذا الناقوس قال وما تصنع به قلت ننادى للصلوٰة قال افلا ادلك على ما هو خير من ذلك فقلت بلى قال تقول الله اكبر الله اكبر الخ | حضرت رسولؐ نے بوق کا ارادہ کیا اور ناقوس کا تو حکم بھی دیدیا یہاں تک کہ وہ بن گیا اُس وقت عبداللہ بن زید نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہے جو دو سبز حلے پہنے ہے اور اُس کے ہاتھ میں ناقوس ہے (عبداللہ کا بیان ہے کہ) میں نے کہا کیوں بندۂ خدا تو یہ ناقوس فروخت کرے گا؟ اُس نے کہا ناقوس کیا کروگے؟ میں نے کہا نماز کا اعلان کرینگے اُس نے کہا میں تم کو اس سے بہتر ترکیب نہ بتاؤں؟ میں نے کہا ہاں۔ کیوں نہیں؟ اُس نے کہا تم کہو اللہ اکبر اللہ اکبر الخ |

یہ روایت سنن ابن ماجہ میں بھی مذکور ہے۔

**تیسری روایت** کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قد ھمہ الاذان
حتیٰ ھم ان یامر رجالاً فیقومون
علی الآطام فیرقعون ویشیرون
الی الناس بالصلوٰۃ حتی رأیت
فیما یری النائم کان رجلا علیہ
ثوبان اخضران علی سور المسجد
یقول

حضرت رسولؐ کو اعلان نماز کے بارے میں
بڑی فکر تھی یہاں تک کہ آپ نے قصد کیا کچھ لوگوں
کو ٹیلوں اور بلندیوں پر کھڑے ہونے کا حکم دیں
کہ وہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر لوگوں کو نماز کا اشارہ کریں
عبد اللہ بن زید کا بیان ہے کہ اس وقت میں نے
خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص ہے جو دو سبز حلّے
پہنے مسجد کے بیرونی احاطہ کی دیوار پر کھڑا ہے اور
کہہ رہا ہے۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر الخ

**چوتھی روایت** اھتم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالاذان
بالصلوٰۃ وکان اذا جاء وقت الصلوٰۃ
صعد رجل فیشیر بیدہ فمن
راٰہ جاء ومن لم یرہ لم یعلم
بالصلوٰۃ فاھتم لذلک ھما
شدیدا فقال لہ بعض القوم
یا رسول اللہ لو امرت بالناقوس

حضرت رسولؐ کو نماز کے اعلان کی بڑی فکر
تھی۔ جب نماز کا وقت آتا تھا تو آپ کسی آدمی
کو بلندی پر بھیجتے تھے کہ وہ لوگوں کو ہاتھ سے
اشارہ کرے۔ جو دیکھ لیتا تھا وہ آتا تھا اور جو
نہ دیکھتا تھا اُسے نماز کی اطلاع نہ ہوتی تھی۔ حضرت
کو اس کا بڑا ملال ہوا بعض لوگوں نے کہا کہ
ناقوس بجانے کا حکم دیدیجیے حضرت نے فرمایا
یہ نصاریٰ کا طرز عمل ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل النصاری لا فقالوا لو امرت بالبوق ننفخ فیہ فقال فعل الیہود لا فرجعت الی اھلی وانا مغتم لما رأیت من اھتمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حالہ حتی اذا کان اللیل قبل الفجر غشینی النعاس فرأیت رجلا علیہ ثوبان اخضران وانا بین النائم والیقظان فقام علی سطح المسجد فجعل اصبعیہ فی اذنیہ ونادی الخ

**پانچویں روایت** | عن ابی عمیر بن انس قال اخبرنی عمومۃ لی من الانصار قال اھتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ کیف یجمع الناس لہا فقیل

انھوں نے کہا اچھا بوق بجانے کا حکم دیجیے آپ نے فرمایا یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔ یہ بھی ٹھیک نہیں۔ عبداللہ بن زید کا بیان ہے کہ میں اپنے گھر جو آیا تو مجھے رسالتمآبؐ کی اس پریشانی کا بڑا ملال تھا۔ یہاں تک کہ جب رات ہوئی تو صبح کے قریب مجھ پر کچھ نیند کا غلبہ ہوا میں نے اُس حالت میں جو خواب اور بیداری کے درمیان کی ہوتی ہے ایک شخص کو دیکھا جو دو سبز حلے پہنے ہوئے تھا وہ مسجد کے کوٹھے پر کھڑا ہوا اور اُس نے اپنی دو انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں رکھیں اور پکار کر کہا اللہ اکبر۔ اللہ اکبر الخ

ابو عمیر بن انس کا بیان ہے کہ مجھ سے میرے کچھ اعمام نے جو انصار میں سے تھے بیان کیا کہ رسالتمآبؐ کو نماز کے متعلق بڑی فکر تھی کہ لوگوں کو اُس کے لیے جمع کیونکر کیا جائے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ نماز کا وقت آنے پر ایک جھنڈا نصب

النصب راية عند حضور
الصلوة فاذا رأها الناس اخبر
بعضهم بعضا فلم يعجبه ذالك
وذكر له المنخ فلم يعجبه ذالك
وقال انه من امر اليهود وذكر له
الناقوس فلم يعجبه ذالك
وقال هو من امر النصارى فانصرف
عبد الله بن زيد وهو مهتم بهمّ
النبي صلى الله عليه وسلم فاري
الاذان في منامه۔

**چھٹی روایت** | عن عبد الرحمن
بن ابي ليلى قال حدثنا اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان عبد الله بن زيد الانصاري
جاء الى نبي الله صلى الله عليه
وسلم فقال يا رسول الله رأيت
في المنام كأن رجلا قائم وعليه

کرادیا گیا جب لوگ اُسے دیکھیں گے تو باہم
ایک دوسرے کو خبر دیدیں گے۔ حضرتؐ نے
یہ رائے پسند نہیں کی۔ بعض لوگوں نے بوق کا
مشورہ دیا وہ بھی ناپسند ہوا آپ نے فرمایا
کہ وہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔ بعض نے ناقوس
کا ذکر کیا آپ نے اُسے بھی ناپسند کیا اور فرمایا
یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے عبداللہ بن زید اپنے
گھر جو واپس آئے تو وہ رسالتمآبؐ کی پریشانی
سے بہت متفکر تھے اُن کو خواب میں اذان
کی صورت دکھلا دی گئی۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے مختلف صحابہ
کی زبانی نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن زید انصاری
حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
کہا یا رسول اللہ مجھے خواب میں نظر آیا کہ ایک
شخص دو حلّے پہنے ہوئے ایک دیوار کی منڈیر
پر کھڑا ہے اور اُس نے اذان دی ہے۔

بردان اخضرن علی جذمة
حائط فاذن۔

ساتویں روایت | عن الشعبی

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اہتم بالصلوٰۃ اہتماما
شدیدا تبین ذالک فیہ وکان
مما اہتم بہ من امر الصلوٰۃ ان
ذکر الناقوس فقال ھو من امر
النصاریٰ ثم اراد ان یبعث رجالا
یؤذنون الناس بالصلوٰۃ فی
الطرق ثم قال اکرہ ان اشغل
رجالا عن صلوٰتھم بصلوٰۃ غیرھم
فانصرف عبداللہ بن زید مھتما لھم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاتاہ فیما یری النائم فقال لہ
ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فمرہ فلیأمر رجلا فلیؤذن عند

شعبی کی روایت ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو نماز کے بارے میں بڑی فکر ہوئی
جو نمایاں حیثیت رکھتی تھی۔ اس سلسلہ میں
ناقوس کا تذکرہ ہوا آپ نے فرمایا یہ نصاریٰ
کا طریقہ ہے۔ پھر آپ نے ارادہ فرمایا کہ کچھ
لوگ بھیجے جایا کریں جو راستوں پر کھڑے ہو کر
دوسرے لوگوں کو نماز کی اطلاع دیں لیکن
بعد کو آپ نے فرمایا یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا
کہ کچھ لوگوں کی نماز کی خاطر دوسرے کچھ لوگوں
کو نماز سے روکا جائے اور بلانے میں مصروف
کیا جائے۔ عبداللہ بن زید رسالتمآب کی اس
پریشانی سے متفکرانہ حالت میں گھر واپس ہوئے
انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آیا ہے اور
وہ ان سے کہتا ہے کہ تم رسالتمآب کے پاس
جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ کسی کو مامور کریں

| | |
|---|---|
| حضور الصلوٰۃ یقول اللہ اکبر اللہ اکبر الخ | نماز کے وقت پکار کے کہا کرے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر الخ |

ان روایات سے یہ نتیجہ یقینی طور سے نکلتا ہے کہ۔

(الف) نماز کے لئے اذان کی خاص طور سے مشروعیت کسی وحی آسمانی کی بنا پر نہ تھی کہ جس طرح نماز واجب ہوئی تھی اور فرض قرار دی گئی تھی اور اُس کی ترکیب بتائی گئی تھی اُس کے آداب یا مستحبات میں سے اذان بھی بتلائی گئی ہو بلکہ رسالتمآبؐ نے خود یا دوسرے مسلمانوں کے توجہ دلانے سے اس ضرورت کا احساس فرمایا کہ مسلمانوں کو اوقات نماز کے اعلام کے لئے کوئی صورت ہونا چاہیے۔

(ب) اس اعلام کی صورت کو مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ دیا گیا اور اُن سے مشورہ لیا گیا۔

(ج) مختلف مشورے لوگوں نے دئے یا حضرتؐ نے خود خیال فرمائے، مثلاً

(۱) بوق (بھونپو) بجایا جائے اور اُس سے مسلمانوں کو اطلاع ہو۔

(۲) ناقوس (سنکھ) بجایا جائے۔

(۳) کچھ لوگ معین ہوں وہ بلندیوں اور ٹیلوں پر کھڑے ہو کر ہاتھوں سے اشارے کریں اور لوگوں کو مسجد کی طرف بھیجیں

(۴) نماز کے وقت ایک جھنڈا نصب کر دیا جایا کرے جب اُس کو لوگ دیکھیں گے تو آپس میں ایک دوسرے کو خبر کر دیں گے۔

(۵) لوگ چوراہوں پر بھیجے جائیں اور وہ کھڑے ہوں جو ملے اُس کو مسجد کی طرف بھیجیں۔ ان میں سے بعض صورتوں کو رسالتمآبؐ نے بالکل ناپسند کیا بعض کے کرنے کا ارادہ کیا، ناقوس کے متعلق یہاں تک ہے کہ آپکے ناپسند ہونے کے باوجود بنوا بھی لیا تھا اور وہ بن بھی گیا تھا۔

(د) حضرتؐ کے اس تفکر اور اہتمام سے صحابہ کی نظر میں اس مسئلہ کو بڑی اہمیت حاصل ہو گئی تھی اور وہ اس فکر میں مستغرق اور اس خیال میں محو رہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری کو اس میں بڑا استغراق تھا، آخر کو انھیں خواب نظر آگیا لیکن اس خواب کے مضمون میں بڑا اختلاف ہے یہاں تک کہ کوئی ایک روایت بھی دوسری سے ملتی ہوئی نہیں ہے۔

پہلی روایت میں ہے کہ ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں دو لکڑیاں تھیں، عبداللہ بن زید نے اُس سے کہا کہ رسالتمآبؐ ان دونوں لکڑیوں کو خریدنا چاہتے ہیں۔ ناقوس بنوائیں گے جو نماز کے وقت پر بجایا جایا کرے۔ اُس لکڑیوں والے شخص نے کہا کہ میں تم کو اس سے بہتر صورت بتاتا ہوں اور اُس وقت اذان کی تعلیم دی۔

دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص دو سبز حُلّے پہنے ہوئے تھا اور بنا بنایا ہوا ناقوس ہاتھ میں لئے تھا۔ عبداللہ بن زید نے کہا کہ کیوں یہ ناقوس فروخت کرو گے؟ (یہ نہیں کہ رسالتمآبؐ اُسے خریدنا چاہتے ہیں تاکہ اُس کو وقت نماز پر

بجوائیں) اُس نے کہا ناقوس کیا کرو گے ؟ تب انھوں نے کہا کہ ہم اُسے نماز کے اوقات میں بجوائیں گے۔ اُس نے کہا میں اس سے بہتر صورت نہ بتاوٴں ؟

تیسری روایت میں نہ ناقوس ہے نہ لکڑیاں۔ کچھ نہیں نہ کچھ گفت وشنید بس ایک مرتبہ خواب میں یہ دیکھا ہے کہ دو سبز حلّے پہنے ہوئے ایک شخص ہے جو مسجد کی بیرونی چاردیواری کے اوپر کھڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے "اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔

چوتھی روایت میں یہ آدمی مسجد کے کوٹھے پر کھڑا ہوا ہے اور کان میں انگلیاں رکھکر باقاعدہ اذاں دیتا ہے۔

پانچویں روایت میں بس اتنا ہے کہ خواب میں آنیوالے نے اذاں کی ترکیب دکھلائی ہے تفصیل کچھ نہیں ہے۔

چھٹی روایت میں وہ آنے والا ایک غیر معین دیوار کی منڈیر پر کھڑا ہے یہ مسجد کی بیرونی چاردیواری ہے نہ مسجد کی چھت۔

ساتویں روایت میں دکھلائی دینے والا نہ تو دو لکڑیاں یا ناقوس لئے ہوئے ہے جس سے کچھ سوال وجواب ہو اور نہ بطور خود مسجد کی چھت یا احاطہ کی دیوار یا کسی اور دیوار کی منڈیر پر کھڑا ہے اور اذاں دے رہا ہے بلکہ اُس نے صبر وسکون کے ساتھ خود ان سے یہ کہا ہے کہ تم جاکر رسالتمآب کے پاس کہو کہ وہ کسی کو مامور کریں کہ وہ نماز کے وقت اس طرح اذاں دیا کرے۔

یہ ہے وہ عظیم اختلاف جو اس خواب کی کیفیت میں پایا جاتا ہے۔ ان روایات

میں یہ بھی ہے کہ جب وہ انصاری اپنا خواب بیان کر چکا اور حضرت نے اُس خواب کی اطلاع بلال کو کر کے اذاں پر مامور کر دیا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا تھا مگر مجھے بیان کرنے میں شرم دامنگیر ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے بیس۲۰ دن کے بعد کہا کہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا مگر بیان نہیں کیا تھا۔

انسان واقعی ایسے مقام پر متحیر ہو جاتا ہے کہ ایک ہی خواب ایک ہی شخص کا بیان کیا ہوا اور اُس میں اتنا عظیم اختلاف کہ کوئی ایک روایت دوسرے سے ملتی نہیں ہے۔ آخر انسان کس کو صحیح سمجھے اور کس کو نہ سمجھے۔

یہ بات بھی اپنی نوعیت میں عجیب ہے کہ رسالتمآبؐ جو اس مسئلہ میں اتنے زیادہ متفکر و پریشان تھے اُنپر نہ وحی نازل ہو۔ نہ خواب دکھلائی دے۔ اور ایک بزرگ کو صحابہ میں سے خواب دکھلائی دیجائے جس کو رسالت مآب بھی قائم مقام وحی سمجھ لیں۔ یہ وہ چیز ہے جس پر علماء بڑے شش و پنج میں پڑے ہیں۔

علامہ سندی محمد بن عبد الہادی حنفی مدنی حاشیہ سنن ابن ماجہ میں لکھتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| جاء فی ابی داؤد انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انھا رءیا | سنن ابو داؤد میں یہ ہے کہ حضرت نے خواب کو سُن کر فرمایا انشاء اللہ یہ سچا خواب ہے۔ |

حق ان شاء اللہ وھو یقینا
انہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل
برؤیا رجل الا بعد معرفۃ
انھا حق اما بوحی او الہام او
باجتہاد منہ من حیث انہ رأی
نظما یبعد فیہ مداخل الشیطان
او من حیث انہ ذکر و نداء
الناس للصلوٰۃ وکل ذالک
جائز فی نفسہ لا یتوقع علیہ
ترتب خلل۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے خواب پر عمل کیا اُسوقت جب سمجھ لیا کہ وہ سچا خواب ہے۔ یا تو وحی کے ذریعہ سے یا الہام سے یا اپنے ذاتی اجتہاد سے کہ یہ الفاظ کی ترتیب ایسی ہے جس میں شیطان کی دخل اندازی نہیں معلوم ہوتی ہے یا اس حیثیت سے آپ نے عمل کر لیا کہ کہ اس میں سے ہی کیا ذکر الٰہی ہے اور لوگوں کو نماز کی دعوت ہے اور یہ دونوں باتیں بجائے خود جائز ہیں لہذا اس کے کہنے میں کسی خرابی کا اندیشہ نہیں ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت کا اس خواب کے اوپر عمل کرنا یقینی نہیں ہے کہ وحی و الہام کی بنا پر ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ الفاظ حضرت صلعم کے۔ "یہ انشاء اللہ سچا خواب ہے" صاف بتلاتے ہیں کہ کسی خاص وحی و الہام کا قدم درمیان میں نہ تھا پھر جبکہ یقینی نہیں یا یقیناً نہیں ہے اور حضرت کا خواب پر عمل کرنا آخری وجہ کی بناء پر ہے جیسا کہ اُس صورت حال کی بناء پر جو قائم تھی انتہائی قرین قیاس ہے یعنی اصل مسئلہ یہ زیر غور رہی تھا کہ کیا صورت اختیار کی جائے؟ ناقوس بجوانے تک پر حضرت راضی ہو گئے تھے تاکہ اعلام و اعلان کا مقصد پورا ہو

اب جو ایک صورت آپ کے سامنے آئی جس میں ذکر الٰہی ہے تو آپ نے اُس پر عمل جاری کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں خیال کیا بلکہ اُسے مجوزہ تمام صورتوں میں بہتر خیال فرمایا لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ موجودہ صورت جو خواب میں دیکھی گئی وہ کوئی خاص توقیفی حیثیت رکھتی ہے جس میں، مثل، صورت نماز وغیرہ کے جو وحی الٰہی ثابت ہوئی کسی زیادتی کی گنجائش ہی نہیں۔

صحیح بخاری میں جو ان تمام کتب صحاح میں اصح الکتب مانی گئی ہے خواب والی روایت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اور علامہ عینی نے شرح میں صاف طور سے لکھ دیا ہے کہ مصنف نے وہ حدیث درج نہیں کی اس لئے کہ وہ اُن کے معیار کے مطابق صحیح نہیں تھی اُس میں "باب بدء الاذان" میں جو روایت ہے وہ حسب ذیل ہے۔

| | |
|---|---|
| ابن جریج قال اخبرنی نافع ان ابن عمر کان یقول کان المسلمون حین قدموا المدینۃ یجتمعون فیتحینون الصلوٰۃ لیس ینادی بھا فتکلموا یوما فی ذالک فقال بعضھم اتخذوا ناقوسا مثل ناقوس النصاری وقال بعضھم بل بوقا مثل بوق الیھود فقال عمر اولا تبعثون رجلا ینادی بالصلوٰۃ فقال رسول اللّٰہ | حضرت عبد اللّٰہ بن عمر کا بیان ہے کہ مسلمان جب مدینہ میں آئے ہیں تو وہ مجتمع ہوتے تھے اور نماز کے وقت کا انتظار کرتے تھے۔ نماز کے لئے کوئی اعلان نہ تھا ایک روز اُن لوگوں نے اسکے متعلق گفتگو کی۔ بعض کی رائے ہوئی کہ نصاریٰ کی طرح کا ناقوس ہو اور بعض نے کہا کہ یہودیوں کی طرح کا بوق حضرت عمر نے کہا کہ کیوں نہیں ایک آدمی کو بھیجدیتے کہ وہ الصلوٰۃ کی آواز بلند کردے |

صلی اللہ علیہ وسلم یا بلال قم رسالتمآب نے فرمایا جاؤ بلال نماز کی آواز بلند کرو فناد بالصلوٰۃ ۔

اس میں ابتداء اذان کی حضرت عمر کے مشورہ سے صرف نداء صلوٰۃ کے عنوان سے معلوم ہوتی ہے ۔ خواہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی آواز ہو یا حیّ علی الصلوٰۃ کی صدا یہ اذان کا ابتدائی خاکہ ہے ۔ بلال نے اس میں خود یا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے شہادت توحید کا اضافہ کرلیا تھا کہ وہ اسلامی نشان ہے اور اصل اصول اسلام وایمان ہے ۔ بظاہر کچھ عرصہ تک یہ سلسلہ قائم رہا ۔ کنز العمال میں ہے ۔

| | |
|---|---|
| عن ابن عمر ان بلالا کان یقول اول ما اذن اشہد ان لا الٰہ الا اللہ حیّ علی الصلوٰۃ فقال عمر قل فی اثرہا اشہد ان محمداً رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قل کما امرک عمر | ابن عمر کی روایت ہے کہ بلال نے جب اذان دینا شروع کی تو وہ اتنا کہا کرتے تھے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ۔ حیّ علی الصلوٰۃ ۔ حضرت عمر نے کہا کہ شہادت توحید کے بعد یہ بھی کہو کہ اشہد ان محمداً رسول اللہ ۔ رسالتمآب نے فرمایا کہو جیسا عمر تم کو حکم دیتے ہیں ۔ |

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے شہادت توحید کو سنکر یہ خیال کرکے کہ جب ایک رکن کی ارکان دین میں سے شہادت دیجا رہی ہے تو دوسرا رکن کیوں رہ جائے شہادت رسالت کا اضافہ کردیا ۔ اس کو بھی رسالتمآب نے

پسند فرمایا۔ اس سیاق سے حسب ذیل نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

(۱) اصل اذان کی بنیاد اعلان و اعلام نماز کی غرض سے تھی جس کا اصلی جزو اور ابتدائی خاکہ صرف الصّلوٰۃ (یا) حیّ علی الصلوٰۃ تھا۔

(۲) اس بنا پر کہ اس اعلان میں اسلامی نقارۂ توحید کا آوازہ شریک ہو جائے اور اس شعار اسلامی کے اعلان سے پہلے حقیقت رکن دین اسلامی یعنی توحید کا مظاہرہ ہو جائے اُس میں شہادت توحید کا اضافہ ہوا جو کچھ عرصہ تک یونہی جاری رہا۔

(۳) حضرت عمر نے یہ خیال کر کے کہ شہادت توحید بغیر شہادت رسالت بجائے خود مکمل نہیں ہوتی تو اذان کے اعلان میں کیوں اُس جزو کے ساتھ اس کو بھی شریک نہ کر دیا جائے اُس میں شہادت رسالت کا اضافہ کیا۔

(۴) یہ سب کچھ کسی وحی الٰہی پر مبنی نہ تھا اور حضرت عمر کو اس کا احساس تھا کہ اذاں کی اس ترتیب و تشکیل کا نقشہ کسی وحی الٰہی پر مبنی نہیں ہے اسی لئے وہ تو اصل اذاں کی بنیاد قائم ہونے کے موقع پر انھوں نے رسالتمآب کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا ہے کہ بغیر حضرتؐ وحی کے مطابق اس پر عمل فرمائیں یا نہ فرمائیں بلکہ براہ راست مستقل طور پر آپ نے صحابہ سے کہا کہ "اولا تبعثون رجلا ینادی بالصلوٰۃ" تم لوگ کیوں نہیں بھیجدیتے ایک شخص کو جو صلوٰۃ کی ندا کرے"

اُسی طرح دوسرے موقع یعنی شہادت رسالت کے اضافہ کے موقع پر بھی آپ نے براہ راست بلال سے کہا ہے کہ قل فی اثرھا اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ

کو شہادت توحید کے بعد اشھد ان محمد رسول اللہ"

اس طرح کا تحکم کسی ایسے امر میں نہیں ہو سکتا جس کی بنیاد توقیف شرعی پر ہو۔ یہ اور بات ہے کہ پہلی جگہ دوسرے صحابہ نے اور دوسری جگہ بلال نے صرف آپ کے حکم پر عمل کرنے میں تامّل کیا اس لئے رسالتمآبؐ نے بھی فرمادیا کہ ایسا ہی کرو جیسا عمر کہتے ہیں۔ ورنہ حقیقۃً اذان کے معاملہ میں گویا یہ امر مسلم تھا کہ اُس کی بنیاد وحی الٰہی اور توقیف خداوندی پر نہیں ہے۔ ورنہ حضرت عمر کو اتنی جرأت اس معاملہ میں دخل اندازی بلکہ فرمان فرمائی کی نہ ہوتی رہ گئی شہادت توحید اُس کی ذمہ داری اس روایت میں صرف بلال پر عائد کی گئی ہے کہ وہ یوں کہا کرتے تھے۔ بظاہر یہ اُن کا ذاتی اجتہاد تھا جس کی بناء پر اُنھوں نے یہ فقرہ داخل کیا تھا اور وہ معمول بہ رہا۔

---

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اگر خود رسالتمآبؐ کے طرز عمل اور قول و فعل سے یہ امر ثابت ہو جائے کہ وہ کسی شے کے اظہار و اعلان کو قریب قریب اُتنا ہی دوست رکھتے تھے جتنا اپنی رسالت و نبوّت کے اظہار و اعلان کو بلکہ اُس کو آپ نے اپنی رسالت کے ساتھ مقرون و متصل قرار دیا ہو تو اُس کا اعلان شہادت رسالت کے بعد "مصالح مرسلہ" کے تحت میں جائز کیوں نہ ہو۔

یہ کوئی شخص نہ کہے کہ پھر آپ نے حکم کیوں نہیں دیا؟ مذکورہ بالا روایت سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے تو ابتداءً اپنی رسالت کے بیانگ بلند اذان میں اعلان کرنے کا حکم بھی نہیں دیا تھا مگر حضرت عمر نے بلال سے کہدیا کہ تم اسے کہا کرو، آپ نے بھی سکوت اختیار فرمایا یا کہدیا کہ جو کچھ عمر کہتے ہیں ان کی بات مانو۔ لہذا اگر حضرت عمر یا کوئی اُن کے ایسے بزرگ اس کا احساس کرتے کہ اس شہادت کو بھی کہنا چاہئے اور اُس وقت حضرت صلعم منع فرماتے تو معلوم ہوتا کہ اس کا کہنا خاص طور سے ممنوع ہے۔

آپ کا کام اتنا تھا کہ آپ سمجھا دیں کہ اس بات کا اقرار و اعتقاد بھی میری رسالت کے اعتقاد و اقرار کے ساتھ مقرون اور قریب قریب مساوی درجہ رکھتا ہے جس کو آپ نے سمجھایا اور بتلا دیا لہذا اس امر کے متعلق جس کو حضرت نے بتلایا مسلمانوں کو خود "مصالح مرسلہ" کے تحت میں یہ سمجھنے کے بعد کہ یہ بھی اقرار رسالت کی طرح ایک ضروری امر ہے اور نیز اس کے اعلان میں رسول ؐ نے خود کتنا اہتمام کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا بیش از بیش اعلام حضرت کو مطلوب تھا یہ احساس کرنا چاہئے تھا کہ اگر یہ شہادت رسالت کے بعد اذان میں بطور اعلام و اعلان داخل ہو جائے تو یہ کوئی ناجائز امر نہیں بلکہ مفاد و منشاء حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہی ہوگا۔

وہ چیز جس کو آپ نے اپنی نبوت و رسالت کی تصدیق کا مقرون قرار دیا

اور بنص متواتر متفق علیہ بین بالکل اُس کا اعلان و اظہار فرمایا وہ ولایت علی بن ابی طالب ہے۔

ایک طرف قول حضرت باری تعالیٰ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون جس میں ولایت خداوند عالم جس کا عنوان ہے الوہیت۔ ولایت رسول کریم جس کا عنوان ہے رسالت ولایت خاصہ اُس شخص کی جو بحالت رکوع زکوٰۃ ادا کرے تینوں کو ایک سلک میں قرار دے کر یہ ظاہر کیا ہے کہ پہلی ولایت سے متصل دوسری ولایت اور دوسری سے متصل تیسری ہے اور ان میں فصل و تفریق نہیں ہے اور یہ باجماع مفسرین ثابت ہے کہ یہ آیت شان والاشان حضرت علی بن ابیطالب ؑ میں نازل ہوئی ہے۔

دوسری طرف نص متواتر حضرت رسول اکرم صلعم اُس اہتمام بلیغ کے ساتھ کہ حجۃ الوداع سے واپس آکر ہزاروں آدمیوں کے مجمع کو سخت تمازت آفتاب حرارت ہوا میں لق و دق میدان کے اندر فراز منبر پر بآواز بلند فرمایا الست اولیٰ بکم من انفسکم قالوا بلیٰ قال من کنت مولاہ فھٰذا علیؑ مولاہ اس طرح ولایت علی ؑ کو اپنی ولایت کے ساتھ جو بعنوان رسالت ہے مقرون فرما کر دونوں کی ایک حیثیت ثابت کی اور ایک حکم میں شریک قرار دیا اور یہ ثابت کیا کہ جو آپ کی مولویت بحیثیت رسالت کا اقرار کرے اُسے علی بن ابیطالب ؑ کی مولویت بمعنی ولایت کا بھی اقرار کرنا لازمی ہے اور اس اہتمام بلیغ سے یہ بھی ثابت کر دیا

کہ آپ کو اس کے اعلام و اعلان میں انتہائی اہتمام ہے۔

اس کے بعد اگر مسلمان "مصالح مرسلہ" کے تحت میں رسول ص کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے اشهد ان محمداً رسول اللہ ص کے بعد جس معنی سے وہ انما ولیکم اللہ آخر کی آیت اور من کنت مولاہ فهذا علی مولاہ کی حدیث پر ایمان لائے ہوں اُسی معنی سے اشهد ان علیاً ولی اللہ کہنے لگتے تو یہ کسی طرح جرم نہ ہوتا اور نہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منشاء کے خلاف ہوتا اس لئے کہ یہ آپ کا عین مطلوب تھا۔

یہ خیال کرنا کہ آخر رسالتمآب ص کے زمانہ میں یہ کس لئے رائج نہیں ہوا؟ اس بناء پر بھی صحیح نہیں ہے کہ اس عمومی اعلان ولایت کے بعد حضرت رسول اکرم مدینہ میں آکر زندہ ہی بہت کم رہے اور وہ بھی زمانہ اکثر بیماری میں گزرا لیکن جبکہ اذان میں شہادت توحید و رسالت کا مقصد آپ کی مصلحت اور ولایت علی بن ابی طالب ع کے متعلق آپ کا حقیقی منشاء معلوم ہو گیا تھا تو مسلمانوں کو اس میں آپ کے صریحی حکم کی جستجو کرنا یا بسبب قلت و ضیق وقت آپ کے سامنے اس کے رائج نہ ہونے یا اُس کے ہم تک بطور روایت نہ پہونچنے کی آڑ میں پناہ لینا ہرگز کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

حیّ علی الصلوٰۃ کے ساتھ حیّ علی الفلاح کا ثبوت خود رسالتمآب ص کے

طرز عمل سے ملتا ہے ملاحظہ ہو ابن ابی ملیکہ کی روایت قال اذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ فقال حی علی الفلاح "حضرتؐ نے ایک مرتبہ اذان فرمائی تو اس میں حی علی الفلاح کہا" اور حی علی خیر العمل کی نسبت کنز العمال میں یہ روایت ہے کہ کان بلال یؤذن بالصبح فیقول حی علی خیر العمل "بلال صبح کی جو اذان دیتے تھے اس میں حیّ علیٰ خیر العمل کہتے تھے"۔

بیہقی نے سنن الکبریٰ میں حضرت عبد اللہ بن عمر کے متعلق لکھا ہے۔

انہ کان یؤذن بحیّ علیٰ خیر العمل احیانا "آپ اکثر اذان میں حی علی خیر العمل کہتے تھے"۔

اور حضرت علی بن الحسینؑ سے روایت ہے کہ ھو الاذان الاوّل۔ "اصلی اذان یہی ہے"۔

محب طبری نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے بھی اذان میں حیّ علی خیر العمل کہا ہے۔

---

الصلوٰۃ خیر من النوم کے متعلق بعض روایات میں اس قسم کے اجتہاد کی ذمہ داری بلال پر عائد کی گئی ہے جیسا کہ مسند عبد اللہ بن عمرو والی روایت میں کنز العمال کی سہے۔

قال الزھری وزاد بلال فی نداء زہری کا بیان ہے کہ بلال نے نماز صبح کی

| | |
|---|---|
| صلوٰۃ الفجر الصلوٰۃ خیر من النوم فاقرّھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم | اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ کرو تو حضرت رسولؐ نے اُسے برقرار رکھا۔ |

لیکن دوسری روایتیں اس کے خلاف ہیں۔ اُن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فقرہ جناب رسالتمآبؐ کے بعد بڑھا ہے۔ کہ اُن میں سے بعض میں اس کی ذمہ داری حضرت عمر پر لگائی گئی ہے جس کی نوعیت بھی مختلف ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر نے خود سے اپنے مؤذّن کو مامور فرمایا کہ وہ الصلوٰۃ خیر من النوم کہا کرے۔ ملاحظہ ہو کنز العمالؒ "باب التثویب"۔

| | |
|---|---|
| ان عمر قال لمؤذنہ اذا بلغت حیّ علی الفلاح فی الفجر فقل الصلوٰۃ خیر من النوم الصلوٰۃ خیر من النوم۔ | حضرت عمر نے اپنے مؤذن سے کہا کہ جب نماز صبح میں حی الفلاح تک پہونچنا تو کہنا الصلوٰۃ خیر من النوم الصلوٰۃ خیر من النوم۔ |

دوسری روایت میں ہے کہ۔

| | |
|---|---|
| ان المؤذّن جاء الی عمر بن الخطاب یؤذنہ لصلوٰۃ الصبح فوجدہ نائماً فقال الصلوٰۃ خیر من النوم فامرہ عمر ان یجعلھا فی نداء الصبح۔ | مؤذن حضرت عمر کے پاس نماز صبح کی اطلاع دینے کو آیا تو آپ کو سوتا ہوا پایا اُس نے کہا الصلوٰۃ خیر من النوم۔ آپ نے حکم دیا کہ وہ اس فقرہ کو نماز صبح کی اذان میں داخل کر دے۔ |

مگر بعض روایات میں ہے کہ خود حضرت عمر بھی اُس کو بُرا سمجھتے تھے اور اُس سے ممانعت کی نیّت رکھتے تھے جس کا آپ کو موقع نہیں ملا۔

ملاحظہ ہو ابن جریج کی روایت۔

قال اخبرنی حسن بن مسلم ان رجلا سأل طاؤسا متی قیل الصلوٰۃ خیر من النوم قال اما انها لم تقل علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن بلالا سمعها فی زمان ابی بکر بعد وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولها رجل غیر مؤذن فاخذها منہ فاذن بها فلم یمکث ابوبکر الا قلیلا حتی اذا کان عمر قال لو نهینا بلالا عن هذا الذی احدث وکانہ نسیہ واذن بہ الناس حتی الیوم۔

ایک شخص نے طاؤس یمانی سے پوچھا کہ یہ الصلوٰۃ خیر من النوم کہا جانا کس زمانہ سے شروع ہوا ہے۔ انھوں نے کہا اتنا یقینی ہے کہ یہ رسالتمآب کے زمانہ میں نہیں کہا گیا ہے۔ حضرت ابوبکر کے زمانہ میں بلال نے ایک شخص کی زبان سے جو مؤذن نہیں تھا الصلوٰۃ خیر من النوم کا فقرہ سُنا۔ انھوں نے اس کو اذان میں داخل کر دیا اس کے بعد ابوبکر بہت کم دن زندہ رہے۔ حضرت عمر کا زمانہ آیا تو انھوں نے کہا اچھا ہو ہم بلال کو اس نئے فقرہ سے جو وہ کہتے ہیں روک دیں۔ اس کے بعد شاید انھیں خیال نہ رہا اور منع نہیں کیا اور لوگ آج تک اُس کو اذان میں کہتے رہے۔

اس میں اگرچہ حضرت عمر کی صفائی موجود ہے لیکن بلال پر خواہ مخواہ یہ الزام آتا ہے کہ انھوں نے ایک عام آدمی کی زبان کے فقرہ کو اذان میں کیسے داخل کر دیا؟ ایک روایت میں بلال پر سے بھی یہ الزام ہٹ جاتا ہے اور سعد کے سر جاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| عن ابن جریج قال اخبرنی عمر بن حفص ان سعدا اول من قال الصلوٰۃ خیر من النوم فی خلافۃ عمر فقال عمر بدعۃ ثم ترکہ وان بلالا لم یؤذن لعمر | عمر بن حفص کا بیان ہے کہ سعد نے سب سے پہلے الصلوٰۃ خیر من النوم کہا زمانہ حضرت عمر میں۔ حضرت عمر نے کہا یہ بدعت ہے اس کے بعد پھر آپ نے چھوڑ دیا اور خاص طور سے منع نہیں کیا اور بلال نے تو زمانہ حضرت عمر میں اذان دی ہی نہیں ہے |

ان روایات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس فقرہ الصلوٰۃ خیر من النوم کی نسبت کچھ پتہ ہی نہیں ہے کہ پہلا مخترع اس کا کون ہے؟

مجاہد کی روایت ہے کہ۔

| | |
|---|---|
| کنت مع ابن عمر فسمع رجلا ثوّب فی المسجد فقال اخرج بنا من عند ھذا المبتدع۔ | میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا۔ آپ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ مسجد میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہہ رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ چلو ہمیں اس بدعتی کے پاس سے۔ |

لا الٰہ الا اللہ کے دو مرتبہ یا ایک مرتبہ کہنے کے متعلق یہ ہے کہ اس خیاب

ہیں جس کے روایات کا سابق میں تذکرہ کیا گیا ہے بیشک لا الہ الا اللہ اذان کے
آخر میں ایک ہی مرتبہ مذکور ہے اور بعض روایات میں تعداد بھی مذکور ہے کہ فصول اذان ١٩
اور فصول اقامت ١٧ ہیں لیکن صحیح بخاری سے جو اصح الکتب الصحاح ہے اس کی
تائید نہیں ہوتی ہے۔

ملاحظہ ہو صحیح بخاری میں پہلی روایت "باب بدء الاذان"۔

| | |
|---|---|
| حدثنا عمران بن میسرۃ قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا خالد عن ابی قلابۃ عن انس قال ذکروا النار والناقوس فذکروا الیہود والنصاریٰ فامر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامۃ۔ | انس کی روایت ہے کہ اعلان نماز کے لئے آگ کا تذکرہ ہوا کہ روشن کر دی جایا کرے، اور ناقوس کا جس کے اوپر یہود و نصاریٰ کا نام لیا گیا کہ یہ اُن کا طریقہ ہے اُس وقت بلال کو حکم ہوا کہ وہ اذان و اقامت کہیں۔ اذان جفت اور اقامت طاق۔ |

دوسری روایت "باب الاذان مثنیٰ مثنیٰ"۔

| | |
|---|---|
| عن انس قال امر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامۃ۔ | بلال کو حکم ہوا کہ نماز کو جفت عدد کے ساتھ کہیں اور اقامت کو طاق عدد کے ساتھ۔ |

تیسری روایت۔

| | |
|---|---|
| عن انس بن مالک قال لما کثر الناس قال ذکروا ان یعلموا وقت الصلوٰۃ | جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو خیال ہوا کہ نماز کے وقت کی کوئی علامت ہونا چاہیے |

| | |
|---|---|
| بشیئ یعرفونه فذکروا ان یوروا نارا او یضربوا ناقوسا فامر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامة | جس سے سب کو علم ہو جائے اسکے متعلق ذکر ہوا کہ آگ روشن کردیجایا کرے یا ناقوس بجا دیا جایا کرے لہذا بلال کو حکم ہوا کہ وہ اذان کو جفت اور اقامت کو طاق عدد میں کہیں ۔ |

چوتھی روایت جس کے الفاظ بالکل دوسری روایت سے متحد ہیں ۔

ان تمام روایات سے صاف ظاہر ہے کہ فصول اذاں کا عدد شفع یعنی جفت ہونا چاہئے اور فصول اقامت کا عدد وتر یعنی طاق ۔

عام روایات کی بناء پر اذان واقامت دونوں کا عدد طاق ہوتا ہے جو مذکورہ صحیح روایات کے بالکل منافی ہے ۔ اذان کی تعداد کا جفت اور اقامت کا طاق ہونا یونہی صحیح ہوتا ہے کہ اذاں میں لا الہ الا اللہ مثل دیگر فصول کے جفت یعنی دو مرتبہ ہو۔ اب فصول اذان جفت اور فصول اقامت طاق رہیں گے جو صحیح بخاری کی مندرجۂ بالا احادیث کے بالکل مطابق ہے ۔

maablib.org

مندرجۂ بالا تفصیلی دلائل کی بناء پر اب اُن سوالات کا جو مذہب اہلسنت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں حسب ذیل جواب دیا جاتا ہے (مطابق کتب اہل سنت)

۱۔ الصلوٰۃ خیر من النوم کا ماثور یا رکن اذان ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہے اور جبکہ حضرت عمر اور حضرت عبد اللہ بن عمر ایسی مقتدائے اہلسنت ہستیاں اُس کو بدعت

سمجھتی ہیں (جیسا کہ سابقہ روایات سے ثابت ہوا) تو اُسے صحیح طورسے شعار اہلسنت سمجھنا بھی ممکن نہیں ہے۔

۲- مخصوص اہل تشیع کا تو اس کے متعلق جو عقیدہ ہے وہ دوسرے حصہ سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن ہمارے مذکورۂ سابق بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ اشہد ان علیاً ولی اللہ کہنا اذاں میں بربنائے "مصالح مرسلہ" مطلوب اور محبوب اور موافق منشائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس لئے اس کا شعار عامۂ اہل اسلام ہونا مناسب و راجح ہے۔

۳- علماء عراق و ایران کے طرز عمل کا سوال حصۂ دوم سے تعلق رکھتا ہے۔

۴- حی علی خیر العمل کا زمانۂ رسالتمآب میں اذان میں کہا جانا ثابت ہے جس کے بعد وہ جزو اذان ہو گیا۔ اس کا کم کرنا ایک جزء اذان کا کم کرنا ہے جس کے بعد اذان کی وہ صورت قائم نہیں رہتی جو زمانۂ رسالتمآبؐ میں جبکہ وہ کہا جاتا تھا موجود تھی۔

۵- اذاں میں ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہنا اذاں کی اُس صورت کے خلاف ہے جو مطابق احادیث صحیحہ اذان کے لئے قرار دی گئی ہے۔

۶- اذاں جو رسالتمآبؐ کے زمانہ میں تھی اُس میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل اور آخر میں لا الٰہ الا اللہ دو مرتبہ موجود تھا اور الصلوٰۃ خیر من النوم کا فقرہ نہ تھا اور اشہد ان علیا ولی اللہ کہنے کے مقتضیات موجود ہیں جن کی بناء پر شہادت رسالت کے ساتھ شہادت ولایت بھی ادا کرنا

سنت ہے۔

۷۔ نمی درست نہیں ہے۔ زیادتی ایسی جو عموماتِ لفظیہ یا مصالح مرسلہ کے تحت میں داخل ہو سکے جائز ہے۔ تکبیر کی حقیقی صورت یعنی اللہ اکبر کہنے کے بعد کچھ بطور صفاتِ باری تعالےٰ ذکر کر دینا اور اسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ درود و سلام بھیجنا اور اشھد ان علیا ولی اللہ کہنا یہ سب صحیح و درست ہے۔

۸۔ اشھد ان علیاً ولی اللہ کے علاوہ جو دوسرے فقرات ذکر کئے گئے ہیں اُن کا اضافہ اس لئے درست نہیں ہے کہ نہ وہ بالخصوص ماثور ہیں اور نہ وہ مصالح مرسلہ کے تحت میں داخل ہوتے ہیں اس لئے کہ حضرات اہلسنت جو حضرت ابوبکر کی خلافت کو صحیح سمجھتے ہیں وہ بھی آپ کی خلافت کے متعلق حضرت رسولؐ کی قرارداد اور آپ کے اعلان کے قائل نہیں ہیں نہ یہ کسی بناء پر ثابت ہو سکتا ہے کہ حضرت صلعم کا منشاء اس کا اعلان تھا۔ اسی طرح حضرت عباس کا عصبہ و وارث ہونا وہ بجائے خود صحیح ہو بھی تو حضرت رسولؐ کی رسالت کے ساتھ اُس کے اعلان کا کسی حیثیت سے منشاء و مقصود حضرت رسول اکرمؐ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ برخلاف ولایت حضرت علیؑ کے اس لئے کہ جو لوگ آپ کی امامت بمعنی مصطلح عند الشیعہ کے قائل نہیں ہیں وہ بھی آپ کی ولایت و مولویت کو کسی نہ کسی معنی میں اور اُس کے اعلان و اظہار کو تسلیم کرتے ہیں۔

۹- حی علیٰ خیر العمل زمانۂ رسالتمآبؐ میں موجود تھا۔ الصلوٰۃ خیر من النوم موجود نہ تھا۔

۱۰- وہ اذان ہونا چاہئے جو حضرت رسول اکرمؐ کے قول و عمل اور منشاء کے مطابق ہو۔ عام افراد کے طرز عمل اور رواج کو کوئی چیز نہیں سمجھنا چاہئے۔

۱۱- جس فرقہ کا شخص اُس مسجد کی تعمیر کرے اُس کا حق مرجح ضرور ہے لیکن بنظر اخوت اسلامی دوسرے مسلمانوں کو بھی اُس میں نماز وغیرہ سے روکنا نہیں چاہئے۔

اس کے بعد کے سوالات سب خالص شیعی نقطۂ نظر سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے اُن کا جواب دوسرے حصہ پر محوّل کیا جاتا ہے۔

(۲)

اب اس مسئلہ کا دوسرا حصّہ شروع کیا جاتا ہے جو شیعی نقطۂ نظر سے تعلق رکھتا ہے۔

شیعی عقائد کی بناء پر رسالتمآبؐ کے تمام احکام بربنائے حکم الٰہی و وحی سماوی ہوتے تھے اور کوئی بات آپ کے ذاتی اجتہاد یا مشورت صحابہ کی بنا پر قرار نہ پاتی تھی۔ اجتہاد غیر معصوم سے مخصوص ہے اور معصومین کا درجہ اجتہاد سے بلند ہے۔

عبادت کے اجزاء تمامتر توقیفی ہوتے ہیں اور بلا دلیل شرعی اُس کے اجزاء میں کوئی کمی یا زیادتی صحیح نہیں ہے۔ لیکن دلیل شرعی جس سے کوئی حکم ثابت ہوتا ہے اُس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دلیل خاص۔ دوسرے دلیل عام جسطرح دلیل خاص اگر کسی امر پر قائم ہو تو وہ معتبر و مستند اور لازم العمل ہے۔ اسی طرح دلیل عام بھی اپنے تمام مندرجہ افراد میں معتبر سمجھی جائے گی جب تک کسی فرد خاص کی تخصیص اور اُس کا استثناء حکم عام سے ثابت نہ ہو۔

اجزاء جو کسی عبادت کے ہوتے ہیں اُن کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک جزو ماہیت یعنی بغیر اُس کے اصل حقیقت و ماہیت عمل کی متحقق نہیں ہو سکتی جیسے رکوع و سجود۔ حمد و سورہ وغیرہ نماز کے لئے کہ ان میں سے اگر کوئی ایک ترک ہو جائے تو اصل حقیقت نماز متحقق نہ ہوگی۔

دوسرے جزو الفرد یعنی اُس عبادت کے مختلف مراتب میں سے کسی خاص درجہ کی فرد میں وہ دخلیت رکھتا ہے کہ اگر اُس جزو کو نہ بجالایا جائے تو اُس خاص درجہ کے ثواب کا جو اُس عبادت میں اُس جزو کے ساتھ بجالانے کی صورت میں ہوا استحقاق نہ ہوگا جیسے قنوت بہ نسبت نماز کے۔ یہ جزو ہے مگر ماہیت نماز کا جزو نہیں ہے بلکہ ایک فرد ممتاز ماہیت کی جس کا ثواب زیادہ ہے اُس کا جزو ہے لہذا اس کے بجا نہ لانے کی صورت میں نماز تو ہو جائے گی مگر وہ ثواب نہ ملیگا

جو اس جزو کے بجا لانے کی صورت میں مل سکتا تھا۔

کسی عبادت کی اصلی ماہیت کو بیان کرنے کے موقع پر اکثر اُن اجزاء پر اکتفا کی جاتی ہے جو اُس کی اصل ماہیت کے اجزا ہیں اور دوسری قسم کے اجزاء بدلیل منفصل (جداگانہ) ثابت ہوتے ہیں جس کے بعد وہ عبادت میں اُسی طور پر معتبر سمجھے جائیں گے جو اُن کی دلیل کا تقاضا ہے اور وہ اُسی طرح ماثور سمجھے جائیں گے جیسے وہ کہ جو مقام بیان ماہیت میں ذکر ہوئے ہیں۔ دلیل عام کا حکم اس حیثیت سے مثل دلیل خاص کے ہے۔

حدیث صحیح متفق علیہ کی بناء پر اجزاء شئے مستحب اور اجزاء مستحبۂ شے میں تسامح فی ادلۃ السنن کا کلیہ جاری ہے یعنی روایت ضعیف بھی اس بارے میں درجہ روایت صحیح کا رکھتی ہے اور وہ معتبر اور لائق عمل ہے۔

ہر امر مستحب بجائے خود اُس کے ترک میں معصیت اور گناہ نہیں ہے لیکن حالات و اسباب اور مختلف اعتبارات کی بناء پر اکثر اُس میں اہمیت پیدا ہوتی ہے اور اس کی بناء پر بعض اوقات اُس کے ترک کا پابند ہونا۔ ناجائز اور حرام ہو جاتا ہے۔

جیسے خود اذان مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے لیکن ایسی صورت میں جب شعار اسلامی کا قیام اُسپر موقوف ہو اور مخالفین اسلام محو شعار اسلامی کی غرض سے اُس کے روکنے میں کوشاں ہوں تو اُس کا قائم رکھنا اس وقت میں واجب اور اُس کا ترک گناہ و معصیت ہوگا۔

یہی صورت ہے ہر مستحب کی اگرچہ وہ کوئی مذہبی یا فرقہ وارانہ حیثیت نہ رکھتا ہو۔ اگر کوئی اُس کے روکنے پر مصر ہو اس طرح کہ اُس مستحب کے محو ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اُس کے استحباب کو زندہ رکھنے کے لئے اُس کے بجالانے پر قائم رہنا واجب و لازم ہوگا۔

بلکہ کسی امر مباح کو کوئی شخص بربنائے تحریم ترک کرنے پر مصر ہو تو اُس امر مباح کے اباحت کی حفاظت ہر پابند شرع کو لازم ہے اور اُس کی تحریمی پابندی کو توڑنا ضروری ہے۔

---

اذان و اقامت کی اصلی ابتدا اُسوقت ہوئی ہے جب شب معراج حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المعمور پہونچے ہیں اور وہاں نماز جماعت ہوئی ہے جس میں صفوف ملائکہ نے حضرتؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اس روایت کو بسند صحیح ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینیؒ نے کافی میں درج کیا ہے۔ اس کے بعد پھر جبرئیل امین دنیا میں تشریع اذان کیلئے جب نازل ہوئے ہیں

تو وہ موقع تھا کہ سر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب ع کی آغوش میں تھا۔ جبرئیل امین نے اذان واقامت کہی جسے امیر المومنین ع نے بھی سنا اور آپ نے بحکم حضرت رسول ص بلال کو تعلیم فرمایا۔

اس روایت کی بھی سند معتبر ہے اور کافی و تہذیب دونوں میں مذکور ہے۔

اذان کے جو اصلی اجزا بیان ماہیت کے طور پر ذکر ہوئے ہیں اُن میں حی علی خیر العمل اور آخر میں لا الہ الا اللہ دو مرتبہ موجود ہے۔ ملاحظہ ہو شیخ الطائفہ محمد بن الحسن الطوسی رہ کی کتاب تہذیب جو اصول اربعہ میں سے ہے۔

پہلی روایت الحسین بن سعید عن النضر عن عبد اللہ بن سنان قال سألت ابا عبد اللہ عن الاذان فقال یقول اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ۔

دوسری روایت احمد بن علی ابن محبوب عن علی بن السندی عن ابن ابی عمیر عن ابن اذینہ عن زرارۃ والفضیل بن یسار عن ابی جعفر ع قال لما اسری برسول اللہ صلعم فبلغ البیت المعمور حضرت الصلوٰۃ فاذن جبرئیل واقام۔ فقلت لہ کیف اذن فقال اللہ اکبر اللہ اکبر حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ

تیسری روایت | عنه عن احمد بن الحسن عن فضالة عن سیف بن عمیرة عن ابی بکر الحضرمی عن ابی عبد اللہؑ وکلیب الاسدی عن ابی عبد اللہؑ انه حکی لهما الاذان فقال اللہ اکبر ——— حی علیٰ خیر العمل حی علیٰ خیر العمل۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ۔

لا الہ الا اللہ کے دو مرتبہ کہے جانے کے متعلق کافی میں یہ بھی روایت ہے محمد بن اسماعیل عن الفضل بن شاذان عن حماد بن عیسےٰ عن حریز عن زرارة عن ابی جعفرؑ قال قال یا زرارة تفتتح الاذان باربع تکبیرات وتختمه بتکبیرتین وتهلیلتین۔

"امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ اذان چار تکبیروں سے شروع ہوئی اور دو تکبیروں اور دو تہلیلوں پر ختم ہوتی ہے"۔

---

اشہد ان علیاً ولی اللہ کے بارے میں احتجاج طبرسی میں یہ روایت ہے امام جعفر صادقؑ سے کہ اذا قال احدکم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فلیقل علیٌّ امیر المومنین۔

اس سے شہادت رسالت کے بعد مطلق شہادت ولایت کا حکم ثابت ہوتا ہے جس سے عموی طور پر اذان میں بھی شہادت ولایت کا رجحان ثابت ہوتا ہے

نیز خطبۂ غدیر خم میں جناب رسالتمآب صلعم کا ارشاد من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اور اس کے بعد یہ فقرہ کہ الا فلیبلغ الشاھد الغائب اعلان ولایت علی ابن ابیطالبؑ کے محبوب و مطلوب ہونے کی دلیل ہے اور بہترین طرق اعلان میں سے بعد شہادت رسالت اس کا اذان میں اقرار کرنا ہے جس کی کوئی ممانعت ثابت نہیں ہوئی۔ لہذا یہ بھی بمقتضائے حکم رسولؐ محبوب و مطلوب اور راجح و مستحسن ہے، اور اس حکم کی بناء پر یقیناً اُس اذان میں کہ جو اس جزو پر مشتمل ہو جو اجر و ثواب ہے وہ کسی طرح اُس اذان میں نہیں ہے جو اس جزو سے خالی ہو۔

الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا کسی حیثیت سے ثابت نہیں ہے بلکہ کافی کی صحیح حدیث میں معاویہ بن وہب سے ہے کہ سألت اباعبداللہ ؑ عن التثویب فی الاذان والاقامۃ فقال ما نعرفہ۔

امام جعفر صادقؑ سے "الصلوٰۃ خیر من النوم" کے کہنے کا اذان و اقامت میں تذکرہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا ہم اسے نہیں جانتے" یہ اس کے بے اصل ہونے کی صریح دلیل ہے۔

اب اُن سوالات کا فرقہ شیعہ کے نقطۂ نظر سے ترتیب وار جواب لکھا جاتا ہے

۱۔ پہلا سوال خالص مذہب اہلسنت سے تعلق رکھتا ہے جس کا جواب پہلے حصہ میں گذر چکا۔

۲۔ بے شک اشھد ان علیاً ولی اللہ کا اذان میں کہنا خواہ نماز فرادی ہو

کہ جماعت مستحب ہے جیساکہ احتجاج طبرسی والی روایت میں گزرا اور اکثر علماء نے اس کی تصریح کی ہے

علامہ محمد باقر مجلسی رح جو گیارھویں صدی میں مجدد مذہب کی حیثیت رکھتے ہیں اُنھوں نے بحار میں تحریر فرمایا ہے کہ لایبعد کون الشہادۃ بالولایۃ من الاجزاء المستحبۃ للاذان۔

بحر العلوم سید مہدی طباطبائی نجفی قدس اللہ سرہٗ اپنی کتاب درہ منظومہ میں فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| صل اذا ما اسم محمدؐ بدا | علیہ والآل فصل لتحمدا |
| واکمل الشہادتین بالتی | قد اکمل اللہ بہا الدین فی الملۃ |
| وانہا مثل الصلوٰۃ خارجۃ | عن الخصوص بالعموم والحجۃ |

"جب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لو تو صلوات آپ پر اور آپ کی آل اطہار پر بھیجو اور شہادتین کو (ناقص نہ چھوڑو) کامل کرو اس تیسری شہادت کے ساتھ جس کے ذریعہ سے ملت اسلامیہ میں دین کی تکمیل ہوئی ہے یہ مثل صلوات کے خصوصی اجزاء سے خارج اور عمومات کے ذریعہ سے جو حجت معتبر لازم العمل ہیں ثابت ہوئی ہے"

شیخ الفقہا شیخ محمد حسن نجفی رح جواہر الکلام میں تحریر فرماتے ہیں

ھی کالصلوٰۃ علی محمد صؐ عند سماع اسمہ۔

"شہادت ولایت کا ذکر کرنا مثل صلوات کے ہے حضرت رسالتمآب صلعم

آپ کے نام کے بعد"

محقق وفقیہ بے بدل آقا رضا ہمدانی اپنی کتاب "مصباح الفقیہ" میں

تحریر فرماتے ہیں۔

الاولیٰ ان یشہد لعلیؑ علیہ السلام بالولایۃ وامرۃ المومنین

بعد الشہادتین قاصدا به امتثال العمومات الدالۃ علیٰ استحبابہ

اس کے شعار اہل تشیع اور جزو ایمان ہونے کے متعلق ملا محمد تقی مجلسی رح

نے روضۃ المتقین میں فرمایا ہے "بہتر آنست کہ بگویند جزو ایمان است"

سید العلماء مولانا سید حسین علیین مکان طاب ثراہ نے روضۃ الاحکام

میں اس قول کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے "آنچہ گفتہ است خوب است"

۳۔ میں نے بگوش خود جہاں تک سنا ہے عتبات عالیات اور دیگر مقامات

پر برابر اشہد ان علیاً ولی اللہ اور حی علی خیر العمل کہا جاتا ہے۔

۴۔ حی علیٰ خیر العمل باجماع علمائے شیعہ جزو اذان ہے۔

جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ انتصار میں تحریر فرماتے ہیں۔

مما انفردت به الامامیۃ ان یقول فی الاذان والاقامۃ بعد قولہ

حی علی الفلاح حی علیٰ خیر العمل والوجہ فی ذٰلک اجماع الفرقۃ

المحقۃ علیہ۔

اور محقق ابوالقاسم نجم الدین جعفر بن سعید حلی اپنی کتاب معتبر میں تحریر فرماتے ہیں۔ قول حی علیٰ خیر العمل فی الاذان والاقامة سنة لا یجوز الاذان مع ترکھا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ بغیر اس جزو کے اذان صحیح نہیں ہے

۵۔ اذان کے آخر میں دو مرتبہ لا الٰہ الا اللّٰہ کہنا جزو اذان ہے۔ ایک مرتبہ پر اکتفا کرنے سے اذان کامل متحقق نہ ہوگی اور اذان باطل ہوگی۔ احادیث اس کی جزئیت کے متعلق سابق میں درج ہو چکے ہیں۔

محقق نجم الدین حلی معتبر میں لکھتے ہیں اجمع الاصحاب علی التھلیل فی آخرہ مرتین۔

مفتاح الکرامہ میں ہے فی الناصریات والتذکرة والمنتھی والبحار الاجماع علی تثنیة التھلیل فی آخر الاذان۔

۶۔ اذان ماثور کی فرد کامل یہ ہے کہ جتنے اجزاء بدلیل خاص اور بدلیل عام شرع سے ثابت ہوئے ہیں اُن سب پر مشتمل ہو۔ غیر ماثور وہ ہے جس میں کوئی جزو ایسا شریک کر دیا گیا ہو جس پر نہ کوئی دلیل خاص ہو نہ دلیل عام جیسے الصلوٰة خیر من النوم۔ باعتقاد شیعہ یہ بدعت ہے اور حرام

۷۔ کمی کرنا اگر بطور التزام ترک و اسقاط ہو تو وہ کسی جزو اذان ماثور میں جائز نہیں ہے خواہ جزو ماہیت ثابت بالخصوص ہو یا جزو فرد کامل ثابت بالعمومات اور

کمی کرنا مقام عمل میں تساہل یا قلت وقت یا ضرورت کی وجہ سے تو وہ اگر کسی ایسے جزو کے متعلق ہو جو ماہیت اذاں میں دخیل ہے جیسے حی علیٰ خیر العمل اور آخر میں دو مرتبہ کلمہ لا الہ الا اللہ وغیرہ تو اصل اذان صحیح نہ ہوگی باطل ہوگی اور ثواب اذان کا نہ ملے گا۔

اور اگر ایسے جزو کے متعلق ہو جو فرد کامل میں دخل رکھتا ہے جیسے اشھد ان امیر المومنین علیاً ولی اللہ تو بغیر اس کے اذان ناقص ہو جائے گی اور وہ ثواب اُس کا حاصل نہ ہوگا جو اُس جزو کے ساتھ عمل کرنے میں حاصل ہوتا۔

زیادتی اگر ایسی ہے جو صورت مقررہ اذان کو نہیں بدلتی اور خود کسی امر عمومی کے تحت میں داخل ہوتی ہو تو وہ اذان ماثورہ کی صحت کے خلاف نہیں ہے بلکہ خود موجب ثواب و تکمیل عبادت ہے۔

جیسے خداوند عالم کے بعض اوصاف کا بعد تمامیت تکبیر کے ذکر کر دینا یا صلوات علی محمد و آلہ بلکہ صلوات کے متعلق تصریح تعمیم استحباب کی اذان میں بالخصوص ثابت ہوئی ہے جیسا کہ روایت زرارہ میں ہے جو بسند معتبر کافی میں منقول ہے۔

قال ابو جعفرؑ صل علی النبیؐ کلما ذکرتہ او ذکرہ ذاکر فی اذان او غیرہ۔

۸۔ جو اضافہ ہو وہ اگر کسی عموم حکم شرعی کے تحت میں داخل ہو تو جائز و راجح ہے ورنہ حرام اور بدعت سیئہ ہوگا۔

۹ - الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا ماثور نہیں ہے۔

"سید مرتضیٰ علم الہدیٰ انتصار میں تحریر فرماتے ہیں لو کان مشروعا لوجب ان یقوم دلیل شرعی علیٰ ذالک ولا دلیل فیہ"

ابن ادریس حلّی نے سرائر میں لکھا ہے "لا یجوز فعل ذالک فمن فعلہ لغیر تقیہ کان مبدعا ماثوما"

سید العلماء علیین مکان طاب ثراہ روضۃ الاحکام میں تحریر فرماتے ہیں "تبدیل حی علیٰ خیر العمل بقول شان الصلوٰۃ خیر من النوم در نماز صبح از بدع مخالفین است"

حی علیٰ خیر العمل ماثور ہے۔ اس کے متعلق احادیث اور کلمات فقہاء سابق میں ذکر ہو چکے۔

۱۰ - بدقسمتی سے مسلمانوں میں کوئی اذان ماثورہ نہیں باقی رہی ہے جو تمام فرقوں میں مشترک حیثیت سے معمول بہ ہو۔ لیکن متبع دلیل ہو اور دلیل کی بناء پر ہمنے ثابت کیا کہ سنی و شیعی نقطۂ نظر دونوں سے اذان ماثور یہی قرار پاتی ہو دو مرتبہ حی علیٰ خیر العمل اور آخر میں لا الٰہ الا اللہ دو مرتبہ پر مشتمل اور شہادت ولایت کا بھی سنی و شیعی دونوں نقطۂ نظر سے بعد شہادت رسالت کہنا راجح و مطلوب شارع مقدس ہے۔ اس میں کوئی ایسی فرقہ وارانہ خصوصیت نہیں پائی جاتی جس کی وجہ سے دوسرے فریق کیلئے دل آزار ہو۔

۱۱ - جس فرقہ کا شخص اجازت حاصل کرے اُس کا

منشاء یہ ضرور ہے کہ اُس کے فرقہ کے لوگوں کو اُس مسجد میں اپنے طریقہ سے اذان و نماز کی آزادی حاصل ہو۔ دوسرے لوگوں کو ممنوع قرار دینے کا حق نہ ہو لیکن اپنے طریقہ پر اذان و نماز کی آزادی ضرور ہونا چاہئیے۔

۱۲- اذان کے معنی ہیں اعلام اور وہ بغیر جہر متحقق نہیں ہو سکتا۔ اذان خفی ہونے کی صورت میں اُس کی غرض و غایت مفقود ہو جاتی ہے۔

محقق حلی رح شرائع الاسلام میں احکام اذان میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان یرفع الصوت بہ۔ شہید ثانی نے روض الجنان میں لکھا ہے

عن الصادق علیہ السّلام ارفع صوتک۔

نیز حضرت نے فرمایا لا تخفینّ صوتک فان اللّٰہ یوجرک علیٰ مدّ صوتک

مفتاح الکرامہ میں ہے۔

اذکار مخصوصۃ موضوعۃ للاعلام بدخول وقت الصلوٰۃ وفی جامع المقاصد کما ھو ظاھر جماعۃ وصریح اخرین انّ اصل شرعیۃ الاذان الاعلام۔

۱۳- جس طرح نماز کے لئے مسجد کو خاص خصوصیت حاصل ہے اُسی طرح اذان کے لئے، گھر کی اذان مسجد کے لئے کفایت نہیں کر سکتی۔ یہاں تک کہ اگر نماز جماعت متعدد مساجد میں ہو تو ایک مسجد کی اذان دوسری مسجد کے لئے

کافی نہیں ہے چہ جائیکہ گھر میں۔

علامہ حلی نہایۃ الاحکام میں تحریر فرماتے ہیں۔ لو تعددت المساجد ولم یمکن جمع الناس فی واحد رزق عدد من المؤذنین یحصل بھم الکفایۃ ویتأدی بھم الشعار۔

۱۴۔ اشھد ان علیا ولی اللہ کے متعلق سابق میں کافی توضیح سے لکھا گیا کہ وہ جزو فرد کامل اذان ہے۔ بغیر اس کے اذان ناقص ہوگی۔ جبکہ اس کے ترک کرنے کی بطور پابندی و محو شعار خواہش ہو تو اسوقت میں اُس کے استحباب کا زندہ رکھنا حفظ شریعت اور حفاظت شعار کے تحت میں واجب و لازم ہے اور اُس کے ترک کا پابند ہونا جائز نہیں ہے۔

۱۵۔ حی علیٰ خیر العمل اذان کا جزو لازم ہے۔ اس کے ترک سے اذان باطل ہے۔

۱۶۔ اذان کے آخر میں لا الہ الا اللہ دو مرتبہ کہنا لازم ہے۔ ایک مرتبہ کہنا ماثور نہیں ہے۔ کتب کا حوالہ سابق میں درج ہو چکا ہے۔

واللہ العالم۔ علی نقی النقوی عفی عنہ یکم رجب ۱۳۵۳ھ

العلوم

HAJI GULAMALI HAJI ISMAIL
READING ROOM & LIBRARY.
399, .......... BUILDING
OPP: M. W. TOWER.
KARACHI-2. PAKISTAN.

## معجزاتِ بیّنات

۱۳۵۰ھ میں جو حیرت انگیز معجزات مشاہدہ میں آئے
معصومین علیہم السلام سے ظاہر ہوئے ان سب ...
واقعات جناب سید العلماء مدظلہ العالی نے اپنے ذاتی تحقیقات کے بعد ...
کے قلم بند فرمائے ہیں بڑا سائز کاغذ قسم اعلیٰ قیمت ۸ر محصول ...

## وجیزۃ الاحکام

مومنین کے اصرار پر جناب ... سید العلماء مدظلہ العالی نے
کے بعض ضروری روزمرہ کے مسائل فقہ کے
متعلق مختصر رسالہ کی شکل میں شائع کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸ر صفحات ۱۱۶ محصول الگ

## کائنات قبل از اسلام

اسلام کے قبل دنیا کی کیا حالت تھی؟ اس
موضوع کو اس بہتر عنوان سے اب تک نہ لکھا گیا ہوگا بمصنفہ فاضل مشرقیات مولانا
مجتبیٰ حسن صاحب موسوی کاموںپوری ریسرچ اسکالر جامعہ ازہر قیمت ۸ر محصول ۲ر

## رسالہ رسول کی بیٹی
قیمت ۸ر محصول ۲ر

## رسالہ ”گل عصمت“
قیمت ۱ر محصول ۲ر

ان ہر دو رسائل میں جناب صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے حالات زندگی نہایت سلیس زبان میں تحریر کئے گئے ہیں۔

## تاریخ ازدواج

رسالہ ہذا میں مصنف نے طرز ازدواج کی تاریخ
تحریر فرمائی دنیا میں کن کن قوموں میں کس کس زمانہ میں کون کون طریقے
ازدواج کے جاری تھے اور اس وقت مختلف اقوام میں کون کون طریقے ازدواج
کے رائج ہیں قیمت ۸ر محصول ۲ر

الہامی کمالات قیمت ۸ر محصول ۲ر

# امامیہ مشن کے تبلیغی رسالے

| نمبر | نام کتاب | قیمت فی جلد | قیمت فی صد | نمبر | نام کتاب | قیمت فی جلد | قیمت فی صد |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | تالمان حسین کا مذہب | ۴ر | ۱؎ر | ۲۶ | مذہب بہ بہاء حصہ دوم | ۸ر | ۱؎ر |
| ۲ | تحریف قرآن کی حقیقت | ۶ر | ۱؎ر | ۲۷ | مذہب اور سائنس | ۱ر | ۸؎ر |
| ۳ | مولود کعبہ (ختم) | ۱ر | ۸؎ر | ۲۸ | معرکہ کربلا (ختم) | ۲ | ۸؎ر |
| ۴ | وجود حجت | ۴ر | ۱؎ر | ۲۹ | کربلا کا بہایو دھا " | ۲ر | ۸؎ر |
| ۵ | اصول دین اور قرآن | ۴ر | ۱؎ر | ۳۰ | دی ٹریجڈی آف کربلا (انگریزی) | ۲ر | ۸؎ر |
| ۶ | اتحاد الفریقین حصہ اول | ۴ر | ۱؎ر | ۳۱ | اسلام کی حکیمانہ زندگی | ۸ر | ۸؎ر |
| ۷ | حسین اور اسلام اردو | ۱؎ر | ۸؎ر | ۳۲ | دور استبداد | ۴ر | ۱؎ر |
| ۸ | " (ہندی) | ۱ر | ۸؎ر | ۳۳ | حقیقت بدا | ۲ر | ۸؎ر |
| ۹ | " (انگریزی) | ختم | | ۳۴ | خطیب آل محمد | ۴ر | ۱؎ر |
| ۱۰ | متعہ اور اسلام (ختم) | ۸ر | ۱؎ر | ۳۵ | تدوین حدیث | ۱ر | ۸؎ر |
| ۱۱ | امامۃ آئمہ اثنا عشر اور قرآن | ۱ر | ۸؎ر | ۳۶ | مطلوب کعبہ | ۱ر | ۸؎ر |
| ۱۲ | تجارت اور اسلام | ختم | | ۳۷ | محاربہ کربلا | ۲ر | ۸؎ر |
| ۱۳ | اتحاد الفریقین حصہ دوم | ختم | | ۳۸ | اسلام کا پیغام (اردو) | ۰ | ۸؎ر |
| ۱۴ | علی اور کعبہ | ۱ | ۸؎ر | ۳۹ | دی میسیج آف اسلام (انگریزی) | ۰ | ۸؎ر |
| ۱۵ | رجال بخاری حصہ اول | ۶ر | ۱؎ر | ۴۰ | اثبات عزاداری | ۴ر | ۱؎ر |
| ۱۶ | مذہب باب و بہاء حصہ اول | ۵ر | ۱؎ر | ۴۱ | مسئلہ فدک | ۵ر | ۱؎ر |
| ۱۷ | نوروز و غدیر | ۱ر | ۸؎ر | ۴۲ | تا جدار کعبہ | ۱ر | ۸؎ر |
| ۱۸ | مجاہدہ کربلا | ۲ر | ۸؎ر | ۴۳ | مسئلہ خلافت و امامت حصہ اول | ۵ر | ۱؎ر |
| ۱۹ | کربلا کا اتم نبیداری (ہندی) | ۲ر | ۱؎ر | ۴۴ | حصہ دوم | ۴ر | ۱؎ر |
| ۲۰ | دی مارٹیرڈم آف حسینؑ | ۲ر | ۸؎ر | ۴۵ | حصہ سوم | ۴ر | ۱؎ر |
| ۲۱ | اسوہ حسینی | ۷ر | ۱؎ر | ۴۶ | رسالہ تحقیق اذان | ۱ر | ۸؎ر |
| ۲۲ | جنگ صفین | ۴ر | ۸؎ر | ۴۷ | رسالہ ذوالجناح | ۸؎ر | ۸؎ر |
| ۲۳ | تذکرہ حفاظ شیعہ حصہ اول | ۶ر | ۱؎ر | ۴۸ | شہدائے کربلا | ۲؍۳ر | ۱؎ر |
| ۲۴ | حصہ دوم | ۵ر | ۱؎ر | ۴۹ | محاربہ کربلا (ہندی) | ۲ | ۸؎ر |
| ۲۵ | مقصود کعبہ | ۱ر | ۸؎ر | ۵۰ | حسینؑ ان دی ہیون آف کربلا | ۱ر | ۸؎ر |

(ملنے کا پتہ) آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

MAAB 1431
maablib.org